روایت اور جدیدیت کی کشمکش [آخری قسط]

غلام احمد پرویز نے معجزات سرسید کی وجہ سے چھوڑے۔ اشتراکیت برکت اللہ، بھوپالی، حسرت موہانی سے لی۔ تواترِ عمل احمد دینِ امرتسری کے تتبع میں چھوڑا۔ حدیثوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کا فن اسلم جیراج پوری سے اخذ کیا۔ ربوبیت کی اصطلاح اور فلسفہ ابوالکلام سے لیا۔ شبلی نعمانی سے نثر کا اسلوب سیکھا، نیاز فتح پوری سے رنگینی بیان کا ہنر حاصل کیا، خطیبانہ اسلوب اور تحریر میں شعروں کو پرونے کا حسن الہلال، البلاغ اور غبار خاطر سے اخذ کیا۔ بیشتر تفسیری نکات سرسید سے لفظاً لفظاً اخذ کیے مزے کی بات یہ کہ جس سے بھی استفادہ کیا اس کی خامیاں لے لیں خوبیاں چھوڑ دیں۔ ۱۹۵۰ میں جب پرویز صاحب لغات القرآن مرتب کر رہے تھے اور اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ تحریفات کا دروازہ کھول رہے تھے تو ان کی خواہش تھی کہ ان تحریفات کو مختلف مکاتب فکر کے علماء تائید، توثیق اور سند حاصل ہو جائے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں: مولانا ابوالبرکات بڑے ادیب اور نحوی مشہور ہیں ان سے بات کر کے دیکھیے اس لغت میں ان کے کرنے کا کام زیادہ نہیں ہوگا مقصد صرف ان کے سرٹیفیکٹ سے ہے دوسرا نام ناظم ندویؒ کا لیا جاتا ہے۔ اگر آپ ان سے واقف ہیں تو ان سے پوچھ کر دیکھیے''۔ پھر مولانا طلحہ حسنی سے رابطہ کیا گیا۔ علامہ عبدالعزیزؒ میمنی، علامہ عبدالرحمٰنؒ کاشغری سے ناظم ندویؒ اور طاہر سورتیؒ سے رابطہ کیا گیا لیکن سب نے اس گمراہی میں اعانت سے انکار کر دیا۔ آخر کار مولانا جعفر شاہ پھلواریؒ نے نظر ثانی کی ذمہ داری لی لیکن پرویز صاحب نے ان کا نام اس لغات پر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

''لغات القرآن میں آپ کا یا اپنوں میں سے کسی اور کے نام دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نام دینے کا سوال صرف اس مصلحت کی بنا پر سامنے آیا تھا جس کا آپ نے ذکر کیا تھا جب اس قسم کا آدمی نہ مل سکا تو پھر کسی کے نام دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پرویز صاحب اور جعفر شاہ پھلواری کے درمیان خط و کتابت ''لغات القرآن'' کے بارے میں چونکانے والے حقائق سے آگاہ کرتی ہے۔ یہ خط و کتابت پہلی مرتبہ شائع کی جا رہی ہے۔